اہل بیت نبوی علیہ وسلم ﷺ کیلئے ممانعت زکوٰۃ اور عصر حاضر

تحریر: نسیم محمود، لیکچرار اسلامیات،
گورنمنٹ علامہ اقبال کالج، سیالکوٹ

جب ہم احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں متعدد روایات ایسی ملتی ہیں جن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اہل بیت پر صدقات حرام قرار دیئے ہیں۔ چنانچہ بخاری و مسلم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

"عن ابی هريره قال : اخذ الحسن بن علی تمرة الصدقة فجعلها فی فیه. و كان طفلاً. فقال رسول الله ﷺ كخ كخ (۱) ازم بها اما علمت انا لا ناكل صدقة" (۲)

(حضرت حسن بن علی المرتضیٰ صدقہ کی ایک کھجور منہ میں ڈال لی جبکہ وہ بچے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سرزنش کرتے ہوئے فرمایا: اسے پھینک دو۔ آپ کو معلوم نہیں کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے)۔

جبکہ عاملین زکوٰۃ کو مالِ زکوٰۃ میں سے اجرت دینا نص قرآنی سے ثابت ہے۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

"انما الصدقات للفقراء والمساكين والعملين عليها" (۳)

"بے شک صدقات (زکوٰۃ) فقراء، مساکین اور عاملین (زکوٰۃ اکٹھی کرنے اور تقسیم کرنے کا کام کرنے والے لوگوں) کے لئے ہے۔"

لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے باوجود اپنی اہل بیت کو اس مال سے استفادہ کی اجازت نہ دی بلکہ اپنے چچا حضرت عباس کی اس خواہش کو کہ انہیں عامل زکوٰۃ بنا دیا جائے، یہ کہہ کر رد کر دیا کہ:

"ما كنت لاستعملک علی غسالة ذنوب المسلمين" (۴)

"میں تمہیں مسلمانوں کے گناہوں کے دھوون کے استعمال کی اجازت نہیں دینا چاہتا۔"

بلکہ یہ صدقہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو ہاشم کے غلاموں کے لئے بھی حرام قرار دیا۔

چنانچہ روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم ابو رافع رضی اللہ عنہ نے عامل زکوٰۃ کی اجرت کے حصول میں شریک ہونے کے لئے عاملین زکوٰۃ کے ساتھ کام کرنا چاہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ کہہ کر منع فرما دیا کہ:

"ان الصدقة لا تحل لنا وان موالى القوم من انفسهم" (۵)

''بے شک صدقہ ہمارے لئے حلال نہیں ہے اور کسی قوم کے موالی (غلام) بھی انہیں میں سے ہوتے ہیں۔''

زکوٰۃ کن کے لئے حلال نہیں:

اب غور طلب بات یہ ہے کہ وہ کون لوگ ہیں جن پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ حرام قرار دی ہے تو ان لوگوں کی تعیین کے بارے میں فقہاء میں قدرے اختلاف ہے، ہاں البتہ تمام فقہاء کا اس بارے میں اتفاق ہے کہ بنو ہاشم پر زکوٰۃ حرام ہے اور بنو ہاشم میں آل علی، آل عباس، آل جعفر، آل عقیل، آل حارث بن عبدالمطلب ہیں۔ البتہ حضرت عبدالمطلب کی اولاد میں حارث کے علاوہ دوسروں کی اولاد پر بھی زکوٰۃ حرام ہے کہ نہیں، اس میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کی مشہور روایت کے مطابق ان کے لئے یہ حرام ہے اور امام ابو حنیفہؒ نے زکوٰۃ کو ان کے لئے جائز قرار دیا ہے۔ (۶) لہٰذا امام ابو حنیفہؒ کے مؤقف کے مطابق ابو لہب کی اولاد کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ اس لئے کہ بنو ہاشم کے لئے زکوٰۃ کی حرمت ان کی عزت وتکریم کی خاطر ہے۔ اور عزت وتکریم کا وہی مستحق ہے جس نے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی ہو اور دورِ جاہلیت اور ایام اسلام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے خلاف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معاونت کی ہو اور یہ بات واضح ہے کہ ابو لہب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا دشمن اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچانے کا سب سے زیادہ متمنی تھا۔ لہٰذا اس کی اولاد کو اس عزت وتکریم کا مستحق قرار نہیں دیا جا سکتا۔ (۷) یہی وجہ ہے کہ ابو لہب کی ذریت پر زکوٰۃ حرام نہ ہوئی بلکہ بوقت ضرورت ان کو اس رقم میں سے ادائیگی کی جا سکتی ہے۔

☆ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سنِ ولادت ۸۰ ہجری اور سن وفات ۱۵۰ ہجری ہے ☆

نفلی صدقات:

نفلی صدقات میں یہ عمومی حکم ہے کہ جس طرح ان کا استعمال دوسرے لوگوں کے لئے جائز وحلال ہے اسی طرح بنو ہاشم کے لئے بھی ان سے استفادہ جائز ہے۔ چنانچہ علامہ بدرالدین عینی اس ذیل میں فقہاء کی آراء بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اگر تو صدقہ صلۂ رحمی کی خاطر ہو اور نفلی ہو تو پھر (بنو ہاشم کے لئے اس کے استعمال میں) کوئی حرج نہیں اور بعض مالکیہ نے نفلی صدقہ ان کے لئے جائز قرار دیا ہے۔ جبکہ امام احمد کی اس بارے میں دو روایات ہیں۔ اسی طرح امام شافعیؒ کے بھی اس ذیل میں دو مؤقف ہیں۔ ایک کے مطابق نفلی صدقہ ان کے لئے حلال اور دوسرے کے مطابق حرام ہے۔ (۸)

جبکہ مشہور مفسر ابوعبداللہ قرطبیؒ کہتے ہیں:

"واختلفوا فی جواز صدقة التطوع لبنی هاشم، فالذی علیه جمهور اهل العلم وهو الصحیح ان صدقة التطوع لا باس بها لبنی هاشم وموالیهم، لان علیاً والعباس وفاطمة رضوان الله علیهم تصدقوا واوقفوا علی جماعة من بنی هاشم وصدقاتهم الموقوفة معروفة مشهورة" (۹)

"فقہاء نے بنو ہاشم کے لئے نفلی صدقہ کے جواز میں اختلاف کیا ہے اور جمہور اہل علم کا مؤقف، اور یہی صحیح مؤقف ہے کہ نفلی صدقہ میں بنو ہاشم اور ان کے غلاموں کے لئے کوئی حرج نہیں ہے اس لئے کہ (حضرات) علی، عباس اور فاطمہ رضوان اللہ علیہم نے بنو ہاشم کی ایک جماعت پر صدقات کئے اور ان کے لئے وقف کئے اور ان کے وقف شدہ صدقات مشہور و معروف ہیں۔"

واجب صدقات:

عام فقہاء کا مؤقف ہے کہ وہ صدقات جن کی ادائیگی لازم اور ضروری (واجب) ہے جس طرح صدقہ فطر اور کفارہ وغیرہ تو ایسے صدقات بنو ہاشم کیلئے حلال نہیں۔ لہٰذا ایسے صدقات ان کو

☆ امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سن ۹۳ ہجری میں اور وفات ۱۷۹ ہجری میں ہوئی ☆

دینا جائز نہیں ہیں۔ لیکن عام فقہاء کے اس مؤقف سے یہ ثابت نہیں ہوتا تمام فقہاء کا اس بات پر اجماع ہے۔ اس لئے کہ امام ابوجعفر طحاویؒ، حضرت ابن عباسؓ کی روایت نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں:

"تشیر الی اباحتهالهم، فذهب الی هذا الحديث و ابا حوا الصدقة على بنى هاشم " (۱۰)

یہ (روایت صدقہ کے) ان کے لئے جائز ہونے کا اشارہ کرتی ہے لہٰذا (فقہاء کی) ایک جماعت نے اسی روایت کو لیتے ہوئے بنو ہاشم پر صدقہ حلال قرار دیا ہے۔

لیکن جب غور کیا جائے تو مسئلہ زیر بحث میں ائمہ اربعہ اور ان کے پیروکار بھی متفق نظر آتے ہیں۔ لہٰذا تحقیق مسئلہ میں مزید آگے بڑھنے سے پہلے ہمارے لئے مناسب یہی محسوس ہوتا ہے کہ پہلے ائمہ اربعہ اور ان کے متبعین کی آراء کا سرسری جائزہ لے لیا جائے۔

احناف کا مؤقف:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے ایک روایت یہ مروی ہے کہ تمام کے تمام صدقات خواہ وہ وجوبی ہوں یا نفلی، ہر دو صورت میں ان کا بنو ہاشم کو دینا جائز ہے اور پانی کے چشموں کے حوالے سے انہی سے مروی ہے کہ ایک ہاشمی دوسرے ہاشمی پر صدقہ کرسکتا ہے۔(۱۱) لیکن فقہ حنفی میں مشہور روایت جسے ابن سماعہ نے امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے نقل کیا اور یہ امام ابو یوسف ہی کی رائے ہے کہ بنو ہاشم کے لئے کسی دوسرے سے زکوٰۃ لینا جائز نہیں۔ ہاں البتہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے زکوٰۃ لے سکتے ہیں۔ چنانچہ "احکام القرآن الکریم" میں ہے اور ابن سماعہ رحمہ اللہ نے ابو یوسف سے روایت کیا ہے:

بنو ہاشم کی زکوٰۃ بنو ہاشم کے لئے حلال ہے۔ ہاں ان کے علاوہ کسی اور کی زکوٰۃ ان کے لئے حلال نہیں ہے۔ اور امام طحاوی رحمہ اللہ بھی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ بنو ہاشم کا ہر قسم کے صدقہ کے لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ہمارے نزدیک امام صاحب کا یہ مؤقف اس لئے ہے کہ صدقات بنو ہاشم پر تو اس لئے حرام قرار دیئے گئے کہ مال خمس یعنی ذوی القربیٰ والے حصہ میں بنو ہاشم کا بھی حصہ تھا تو جب یہ حصہ ان کو ملنا بند ہو گیا تو جو کچھ ان کیلئے حرام قرار دے دیا گیا تھا وہ حلال ہو گیا کیونکہ جو کچھ ان کے لئے حلال تھا وہ ان کو نہیں مل رہا۔ (۱۲)

امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۵۰ ہجری اور سن وفات ۲۰۴ ہجری ہے ☆

امام طحاوی رحمہ اللہ نے اس ذیل میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے حوالے سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی ایک روایت نقل کی ہے جسے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے بھی روایت کیا ہے۔(۱۳) اور وہ یہ ہے کہ بنو ہاشم کے لئے افضل یہی ہے کہ وہ دوسروں سے سوال کرنے کی بجائے زکوٰۃ لے لیں۔ یہی وجہ ہے کہ موجودہ دور جس میں ہم رہ رہے ہیں بنو ہاشم اور دیگر سادات کرام کے لئے زکوٰۃ لینا حلال ہے۔(۱۴)

امام طحاوی رحمہ اللہ یہ مؤقف بیان کر کے کہتے ہیں:

"فبهذا ناخذ" (۱۵) ''ہم بھی اسی رائے کو لیتے ہیں۔''

یہی مؤقف علامہ انور شاہ کاشمیری رحمہ اللہ اور ماضی قریب کے دیگر اہل علم نے اپنایا ہے۔(۱۶)

مالکیہ کا مؤقف:

مالکیہ سے اس بارے میں مندرجہ ذیل چار متضاد اقوال مروی ہیں:

۱۔ یہ مطلق جائز ہے۔

۲۔ مطلقاً ناجائز ہے۔

۳۔ نفلی صدقہ جائز اور وجوبی صدقہ ناجائز ہے۔

۴۔ وجوبی صدقات تو جائز ہیں مگر نفلی صدقات ناجائز ہیں۔(۱۷)

لیکن امام مالک رحمہ اللہ کا مشہور مؤقف یہی ہے کہ وجوبی و نفلی ہر قسم کے صدقات بنو ہاشم کے لئے ناجائز ہیں۔(۱۸) لیکن فقہاء مالکیہ میں امام ربہری سے سے یہ بھی مروی ہے کہ جب مال خمس ان سے روک لیا جائے اور ان کو ان سے محروم کر دیا جائے تو تب ایسی صورت میں ان کے لئے زکوٰۃ جائز ہے۔(۱۹)

شافعیہ کا مؤقف:

شوافع کا مشہور مؤقف یہ ہے کہ وجوبی صدقات سادات کے لئے حلال نہیں ہیں اور اسی پر ان کا عمل بھی ہے۔ مگر ابن حجر کا مؤقف اس سے ذرا مختلف ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب بنو ہاشم کے لئے حصول مال کی کوئی بھی صورت باقی نہ رہے تو پھر بعض شافعیہ نے زکوٰۃ لینا ان کے لئے جائز

☆ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۶۴ ہجری اور سن وصال ۲۴۱ ہجری ہے ☆

قرار دیا ہے اور ان کی اس رائے کا یہی سبب ہے کہ حصول مال کی ان کے ہاں کوئی صورت باقی نہیں رہی۔(۲۰)

علاوہ ازیں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے عقد الجید میں بیان کیا ہے کہ یہی رائے امام رازی کی ہے۔(۲۱) اور ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے تو یہاں تک صراحت سے بیان کر دیا ہے کہ ابو سعید اصطخری شافعی نے ان کو رہن شدہ برتنوں کی زکوٰۃ سے استفادہ کی اجازت دی ہے۔(۲۲)

حنابلہ کا موقف:

حنابلہ نے بھی دیگر فقہاء کی طرح ظاہر حدیث پر عمل کرتے ہوئے سادات اور بنو ہاشم کے لئے زکوٰۃ کو منع قرار دیا ہے۔ لیکن شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ جب سادات اور بنو ہاشم کے لئے مال کی کوئی صورت باقی نہ رہے تو پھر ان کے لئے زکوٰۃ کے حصول میں گنجائش نکل آتی ہے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں:

> "وبنو هاشم اذا منعوا من خمس الخمس جازلهم الاخذ من الزكوة وهو قول القاضی يعقوب وغيرهم من اصحابنا وقاله ابو يوسف والاصطخری من الشافعيه لانه محل حاجة وضرورة"(۲۳)
>
> "بنو ہاشم کو جب مال خمس کے پانچویں حصہ سے محروم کر دیا جائے تو ان کے لئے زکوٰۃ لینا جائز ہے اور یہی قاضی یعقوب اور ہمارے دیگر ساتھیوں کا موقف ہے۔ اور یہی بات ابو یوسف اصطخری شافعی نے بھی کی ہے اور یہ حاجت اور ضرورت کا موقع ہے۔"

دلائل ائمہ اربعہ سے ماخوذ نکات:

درج بالا بحث سے مندرجہ ذیل نکات مترشح ہوتے ہیں:

۱۔ زکوٰۃ سادات اور بنو ہاشم پر مطلقاً حرام ہے اور اکثر فقہاء کا یہی موقف ہے۔ اس بارے میں وارد مختلف احادیث سے بھی اس کی تائید ملتی ہے۔

۲۔ بعض فقہاء نے بنو ہاشم کے لئے زکوٰۃ مطلقاً جائز قرار دی ہے اور وہ اس موقف پر ان

روایات کو دلیل بناتے ہیں جن میں یہ بیان ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو ہاشم پر صدقہ کیا۔ چنانچہ ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ نے اس سے متعلقہ متعدد احادیث روایت کرنے کے بعد ان کا جواب بھی یوں دیا ہے کہ یہ صدقات نفلی تھے جبکہ جدید محققین میں سے ڈاکٹر یوسف قرضاوی نے یہاں ایک نکتہ پیش کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ انہوں نے اس مسئلہ سے متعلق حدیث کا تذکرہ کرتے ہوئے کلمہ ''آل'' کا ذکر کیا ہے کلمہ ''ذریت'' کو بیان نہیں کیا۔ تو قرآنی اسلوب ہمارے سامنے حقیقت یوں واضح کرتا ہے کہ کلمہ ''آل'' کا اطلاق کسی شخص کی اس اولاد پر ہوتا ہے جو کہ اس کی ہم عصر ہو جبکہ کلمہ ''ذریت'' کا اطلاق موجودہ اور آئندہ دونوں نسلوں پر ہوتا ہے۔ پس کلمہ ''آل محمد ﷺ'' کا اطلاق صرف آپ ﷺ کے ان ہم عصر لوگوں پر ہوگا جو کہ بنو ہاشم سے ہوں اور اس سے مراد قیامت تک آنے والے تمام بنو ہاشم مراد نہیں ہوں گے لیکن اس استدلال میں ہم دو طرح سے غور کر سکتے ہیں۔

ایک تو یہ کہ ہم سابقہ تمام فقہاء کو جب پڑھیں تو پتہ چلتا ہے کہ کسی بھی فقیہ یا امام نے یہ فرق بیان نہیں کیا بلکہ ائمہ اربعہ نے، جیسا کہ صحیح روایات سے واضح ہوتا ہے، اس کلمہ ''آل بنی ہاشم'' میں قیامت تک آنے والی تمام نسلوں کو شامل کیا ہے۔ اور نہ اہل سنت نے ان دونوں میں لغوی اعتبار سے ہی کوئی فرق بیان کیا ہے۔

دوسری بات یہ کہ ایسا نہیں ہوا کہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں صرف اور صرف کلمہ آل کا ہی ذکر ہو بلکہ تحریم زکوٰۃ کے ذیل میں بنو ہاشم کا ذکر بھی آیا ہے۔ اور کلمہ ''من فلان'' کا اطلاق لغوی طور پر موجودہ اور آئندہ دونوں خاندانوں پر بلا تفریق ہوتا ہے۔

۳۔ بعض فقہاء کا یہ مؤقف ہے کہ بنو ہاشم کے لئے بنو ہاشم ہی کی ادا کردہ زکوٰۃ لینا جائز ہے اور یہ مؤقف امام ابو یوسف اور ایک روایت کے مطابق امام ابو حنیفہ کا ہے۔ اور اس پر ان کی طرف سے جو دلائل بیان کئے جاتے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

(i) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ ﷺ نے ہم پر لوگوں کے صدقات حرام قرار دیئے ہیں تو کیا ہمارے (بنو ہاشم) صدقات ہمارے آپس میں ایک دوسرے کے لئے بھی حلال ہیں کہ نہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں (حلال ہیں)۔

کسی سرزمین پر ایک حد کے نفاذ کی برکت وہاں چالیس روز نازل ہونے والی بارش کی برکت سے بہتر ہے

(ii) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ کے باہر سے ایک عورت آئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کچھ سامان خریدا اور چند اوقیہ کے نفع پر پھر بیچ دیا اور حاصل شدہ منافع کو بنو عبدالمطلب کے مساکین پر صدقہ کر دیا۔

(iii) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ مجھے میرے والد نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صدقہ کا وہ اونٹ لینے بھیجا جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیا تھا۔(۲۴) اسی طرح اس ذیل میں ایک روایت یہ ہے کہ انہوں نے اس اونٹ کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات چیت کی۔(۲۵)

دوسری روایت کے سیاق و سباق سے پتہ چلتا ہے کہ یہ اونٹ صدقات واجبہ سے نہ تھا بلکہ یہ صدقات نافلہ میں سے تھا اور امام ابوجعفر طحاوی نے بھی اسے صدقات نافلہ پر ہی محمول کیا ہے۔(۲۶)

رہی تیسری روایت تو اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں بیت المال سے اونٹ دیا ہو اور یہ بات تو واضح ہے کہ آپ ﷺ بیت المال میں مختلف قسم کی مدات سے حاصل شدہ جانور بھی رکھا کرتے تھے۔ اور ان میں غالب اکثریت صدقہ کے جانوروں کی ہوا کرتی تھی تو ایسی غالب اکثریت کی بناء پر راوی نے ''اعطاھا من الصدقۃ'' کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ مگر مراد دوسرا مفہوم بھی ہوسکتا ہے کہ وہ صدقات واجبہ والے اونٹوں میں سے نہ ہو بلکہ صدقات نافلہ والے اونٹوں میں سے ہو۔

جن لوگوں نے سادات و بنو ہاشم کے لئے صدقات و زکوٰۃ کو جائز قرار دیا ہے وہ اپنے مؤقف پر سابقہ بیان کردہ احادیث کو دلیل بناتے ہیں اور ایک طرح سے یہ ان کے مؤقف کی اصل بنیاد ہیں مگر اس کے باوجود یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس میں غور و خوض کی اشد ضرورت ہے۔

۴۔ ایک چوتھی رائے یہ ہے کہ سادات کے لئے بنیادی طور پر زکوٰۃ جائز نہیں ہے مگر آج کل جبکہ ان کے لئے بیت المال میں مال خمس کا پانچواں حصہ، جو کہ انہی کے لئے مخصوص ہوا کرتا تھا، باقی نہیں رہا تو پھر سابقہ آراء کی طرح ان کے لئے زکوٰۃ لینا جائز ہے۔ یہ ائمہ اربعہ کے پیروکار جید علماء کی رائے ہے اور خود امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے بھی اسی قسم کی رائے منقول ہے۔ اور یہ تمام سادات کے لئے زکوٰۃ کی حرمت کی علت مال خمس پر ان کا استحقاق بتاتے ہیں۔ تبھی

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''اے اہل بیت تم پر کوئی صدقہ حلال نہیں، یہ تو ہاتھوں کا دھوون ہے اور تمہارا حق مال خمس کا پانچواں حصہ ہے جو کہ تمہیں مالدار کر دے گا۔'' تو آج جبکہ ان کے لئے مال خمس جیسا کوئی مال نہیں رہا جن سے کہ حالت فقر میں ان کی مدد کی جا سکے تو اب اگر وہ غریب ہیں اور کوئی ذریعہ آمدن بھی نہیں ہے تو مال زکوٰۃ سے بھی ان کو محروم کرنا ان کے ساتھ سراسر زیادتی ہوگی اور ان کو جیتے جی مارنے والی ہوگی۔

سابقہ بحث پر جب غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ سادات پر صدقات و زکوٰۃ کی حرمت ں علت مال خمس میں ان کا استحقاق ہے جو کہ آج اسلامی ممالک میں باقی نہیں رہا۔ دوسرا یہ کہ ایسے وال ان پر اس لئے حرام کئے گئے کہ یہ ایک طرح سے معیوب اور گناہوں کا کفارہ سمجھے جاتے ے۔ جبکہ سادات کو ان تمام قباحتوں سے دور رکھا گیا اور ان کے غرباء و مساکین کی پرورش کے لئے ل سے ایک ذریعہ آمدن (مال خمس) قائم کر دیا گیا۔ مزید یہ کہ لوگ جن کو صدقہ و زکوٰۃ دیتے ہیں ن کے وقار اور عزت و منزلت کو اپنی نظروں میں کم سمجھتے ہیں جبکہ شارع علیہ السلام نے ان کو ایسی بے قدری سے بچانے کے لئے یہ حکم صادر فرمایا مگر آج جبکہ غریب پروری کا مال خمس والا ذریعہ ختم گیا تو اس صورت حال میں اگر مالِ زکوٰۃ سے بھی سادات و بنو ہاشم کو محروم کر دیا جائے تو گویا اپنے ھوں سے ان کو موت کے منہ میں دھکیلنے والی بات ہے۔ ویسے بھی حقوق کی پاسداری جس طرح ہلے تھی، آج نہیں ہے۔ ان کا حق تو یہ تھا کہ افرادِ امت ان کو اس قسم کے مال سے بچانے کے لئے مدقہ کی بجائے کوئی رقم ان کو دیتے مگر نفسانفسی کے اس عالم میں یہ بھی نہ ہوا۔ لہٰذا ایک تو ان کی ندگی اجیرن ہوگئی دوسرا اگر کوئی محنت مزدوری کر کے گزراوقات کے لئے چند کوڑیاں اکٹھی کر بھی نا ہے تو اس کے بچے تو دینی تعلیم و تربیت سے محروم رہ گئے کیونکہ ہمارے مدارس زیادہ تر صدقات و کوٰۃ پر چل رہے ہیں۔ لہٰذا وہ ان میں بھی پڑھنے کے قابل نہ رہے کیونکہ زکوٰۃ سے استفادہ ان کے لئے جائز نہیں اس طرح علم و آگہی کے دروازے ان پر بند ہو گئے۔ اب جہالت اور افلاس کی تقسیم کے علاوہ اور کچھ بھی باقی نہ رہا۔ لہٰذا ان تمام حالات میں سادات کے لئے صدقہ اور زکوٰۃ کا جواز یک ضرورت بن گیا۔

ابن عابدین حیض کے ذیل میں مختلف رنگوں کے بارے میں ضعیف اقوال ذکر کرنے کے ند کہتے ہیں:

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ: تمام لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے پروردہ ہیں

معراج میں فخر الائمہ سے مروی ہے کہ ''اگر مفتی ضرورت کے مواقع پر آسانی پیدا کرنے کے لئے ضعیف اقوال پر ہی فتویٰ دے دے تو یہ بہتر ہوگا۔'' اسی طرح امام ابو یوسف رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: منی جب شہوت کے خاتمہ کے بعد نکلے تو ضعیف قول کے مطابق اس سے غسل لازم نہیں ہوگا اور انہوں نے مسافر کو جسے شک کا خوف ہو اسی پر عمل کرنے کی اجازت دی ہے اور یہ سب ضرورت کی بناء پر ہوا۔ (۲۷) تو گویا فقہاء کے نزدیک جب ضرورت ہو تو ضعیف قول پر بھی فتویٰ دینا اور اس پر عمل کرنا جائز ہوا۔

الختصر اس بحث کا لب لباب یہ ہوا کہ امام ابو حنیفہ، ابو یوسف، امام ابو جعفر طحاوی، علامہ ابہری مالکی، اصطخری، شافعی، امام فخر الدین رازی، علامہ ابن تیمیہ اور علامہ انور شاہ کاشمیری رحمہم اللہ جیسے کبار فقہاء کے نزدیک عندالضرورت زکوٰۃ سادات و بنو ہاشم کے لئے جائز ہے بلکہ شریعت تو عندالضرورت قوت لایموت کے برابر حرام کھانے کی بھی اجازت دے دیتی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

> '' انما حرم علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وما اھل بہ لغیر اللہ ط فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ ط ان اللہ غفور رحیم o ''(۲۸)

> ''بے شک (اللہ تعالیٰ نے) تم پر مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور جس پر اللہ کے علاوہ کسی اور کا نام لیا گیا ہو حرام کر دیا ہے پھر جو شخص مجبور ہو جائے وہ نہ (گناہ کی) خواہش کرنے والا ہوا اور نہ ہی حد سے بڑھنے والا ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔''

تو اس طرح سادات کو بھوکوں اور فاقوں مرنے دینے اور لوگوں کے سامنے مجبور ہو کر دامن سوال پھیلا کر ذلیل و رسوا کرنے سے بہتر ہے کہ عزت اور وقار کے ساتھ مالِ زکوٰۃ ان تک پہنچا دیا جائے کیونکہ سوال کرنے کی ذلت اور بھوکوں مرنے کی تکلیف سے بہتر ہے کہ مجبوری کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایسے مال سے اپنی ضرورت کو پورا کر لیا جائے۔

کیا آپ کو معلوم ہے کہ: ☆ قانونِ شریعت ہی کا دوسرا نام فقہِ اسلامی ہے ☆

حوالہ جات

۱۔ النووی، محی الدین یحییٰ بن شرف، شرح صحیح مسلم : کتاب الزکوٰۃ، باب تحریم الزکوٰۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ وعلی آلہ ایضاً۔ ج ۱، ص ۳۴۳، الطبعۃ الثانیۃ، ۱۹۵۶ء، قدیمی کتب خانہ آرام باغ، کراچی۔

۲۔ حوالہ سابقہ، بخاری: ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل: الجامع الصحیح، کتاب الزکوٰۃ، باب ما یذکر فی الصدقۃ للنبی ﷺ، ج ۱، ص ۲۰۲، طبعہ ثانیہ، ۱۹۶۱ء، قدیمی کتب خانہ آرام باغ، کراچی۔

۳۔ سورۃ التوبۃ : ۶۰۔

۴۔ ابن حسام الدین، علاؤالدین علی المتقی، کنز العمال، ج ۴، ص ۳۰۹، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت ۱۹۷۹ء۔

۵۔ ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، السنن، کتاب الزکوٰۃ، ج ۱، ص ۲۴۰، مکتبہ امدادیہ، ملتان۔

۶۔ رحمۃ الامۃ، کتاب الزکوٰۃ، ص ۱۱۵۔

۷۔ کمال الدین، محمد بن عبدالواحد، فتح القدیر، باب من یجوز دفع الصدقۃ الیہ ومن لا یجوز، ج ۲، ص ۲۱۳، مکتبہ الرشیدیہ، کوئٹہ۔

۸۔ بدرالدین، ابومحمد بن احمد العینی، عمدۃ القاری، ج ۹، ص ۷، دارالفکر، بیروت۔

۹۔ قرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد، الجامع لاحکام القرآن، ج ۸، ص ۱۹۱۔

۱۰۔ الطحاوی، ابوجعفر احمد بن محمد، شرح معانی الاثار، کتاب الزکوٰۃ، باب الصدقۃ علی بنی ہاشم، ج ۱، ص ۳۴۷، طبعہ اولیٰ، ۱۹۷۰ء، ایجوکیشنل پریس، کراچی۔

۱۱۔ عمدۃ القاری، ج ۹، ص ۸۱۔

۱۲۔ شرح معانی الاثار، ج ۱، ص ۳۵۲۔

۱۳۔ عمدۃ القاری، ج ۹، ص ۸۱۔

۱۴۔ انور شاہ کشمیری، محمد، فیض الباری علی صحیح البخاری، ج ۳، ص ۵۲، طبعہ اولیٰ، ۱۹۳۸ء۔

۱۵۔ شرح معانی الاثار، ج ۱، ص ۳۵۲۔

۱۶۔ فیض الباری، ج ۳، ص ۵۲۔

☆ لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من ولدہ ووالدہ والناس اجمعین ☆

۱۷۔ عمدۃ القاری، ج۹، ص۸۱۔
۱۸۔ الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، ج ۸، ص ۹۱۔
۱۹۔ فتح الباری، ج ۳، ص ۳۵۴۔
۲۰۔ فتح الباری، ج ۳، ص ۳۵۴۔
۲۱۔ فیض الباری، ج ۳، ص ۵۲۔
۲۲۔ ابن تیمیہ، تقی الدین، مجموعۃ فتاویٰ ابن تیمیہ، ج ۴، ص ۴۵۶، دارالفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع
۲۳۔ حوالہ بالا۔
۲۴۔ سنن ابی داؤد، ج ۱، ص ۲۴۰۔
۲۵۔ عثمانی، ظفر احمد، اعلاء السنن، ج ۹، ص ۸۰، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی۔
۲۶۔ شرح معانی الآثار، ج ۱، ص ۳۵۲۔
۲۷۔ ابن عابدین، محمد بن امین، ردالمحتار علی الدر المختار، ج ۱، ص ۲۱۱، طبعہ اولیٰ ۱۳۹۹ھ، مکتبہ ماجدیہ، کوئٹہ
۲۸۔ سورۃ البقرۃ، ۱۷۳۔

☆ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سنِ ولادت ۸۰ ہجری اور سن وفات ۱۵۰ ہجری ہے ☆

☆ امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سن ۹۳ ہجری میں اور وفات ۱۷۹ ہجری میں ہوئی ☆

SM Community College

Educating The future Community

جدید وقدیم کا حسین امتزاج .... اہلِ علم کے زیر سرپرستی

School of Islamic Studies

Drummond Road, Bradford, West Yorkshire, BD8 8DA

Tel: 01274-487429 Fax 01274-487429